www.KitaboSunnat.com

مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم

"کچھ نہ تھا اور سب کچھ ہو گیا"

اردو زبان میں سیرت طیبہ نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) پر بلا مبالغہ سینکڑوں کتابیں اور ہزاروں مقالات لکھے جا چکے ہیں اور کوئی ہفتہ یا مہینہ ایسا نہیں گزرتا جس میں کوئی نہ کوئی نئی کتاب یا کتابچہ منظرِ عام پر نہ آتا ہو۔ اس کثرتِ تالیف کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ قبولِ عام کے دربار میں بہت کم مصنفوں کو جگہ ملی ہے۔ اسی گروہ میں مناظر احسن گیلانی مرحوم شامل ہیں۔

مولانا گیلانی مرحوم کی اکثر کتابوں میں طوالت اور کسی حد تک بے ترتیبی ملتی ہے مگر سیرت پر قلم اٹھاتے ہوئے انھوں نے اختصار اور جامعیت کی مثال قائم کر دی ہے۔ "النبی الخاتم" حشو و زوائد سے پاک اور محبت کی زبان میں خراجِ عقیدت ہے۔ مرحوم نے یہی انداز ایک طویل مضمون "شہادتِ عظمیٰ" میں اختیار کیا ہے جس کا ابتدائی حصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

مولانا نے اس مضمون میں اپنے انداز میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں مادی طاقتوں نے بنیادی کردار ادا نہیں کیا بلکہ اسلام نے اپنے اندر مضمر قوت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار و عمل سے عوام کے دلوں میں نفوذ حاصل کیا۔

(ادارہ)

ننھے بچے کی تربیت و پرورش کے لیے محسوس قوتوں میں سب سے بڑی قوت وہ ہے جسے باپ کہتے ہیں۔ لیکن کیا تماشا ہے کہ وہ بزور توڑ دیا گیا اور پیدا ہونے سے پیشتر ہی توڑ دیا گیا۔ وہ آیا اور اس شان کے ساتھ آیا کہ جس کو لوگ پالنے والا کہتے ہیں۔ وہ مدینہ کے ایک میدان میں سویا ہوا تھا۔ سمٹے گئے ملا رو وڑ وا اور اس بچے کو چھاتی سے لگاؤ۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا کوئی نہیں۔

جن کے پاس سب کچھ تھا انھیں دھکیل دیا گیا۔ جس کی اونٹنی کا تھن خشک ہو چکا تھا اور خود جس کے پاس دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا۔ کچھ نہ تھا اسی نے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ جب واپس کرنے آئی تو تماشے کا یہ کیسا دردناک حصہ تھا کہ ابواء کے ایک جھونپڑے میں اس بچہ کی تربیت و پرداخت کرنے والی دوسری قوت بھی ہمیشہ کے لیے گم ہو گئی۔

پیر مرد بوڑھا دادا اٹھتا ہے اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھتا ہے لیکن قدرت جس کے ساتھ کچھ نہیں رکھنا چاہتی وہ اٹھتی ہے اور اس کے ہاتھ کو بھی جھٹک کر علیحدہ کر دیتی ہے۔ اب کوئی نہیں۔ اس بچہ کا کوئی نہیں۔ اس کے پاس کچھ نہیں۔ ہاں بہت سے چچا ہیں۔ لیکن جن کے پاس بہت کچھ تھا انھوں نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ان میں جو سب سے نادار تھا اسی کے بچوں میں وہ بھی ہل مل گیا۔ چچا نے نہیں بلکہ بھتیجے نے بکریاں چرا کر اس کو کچھ دیا اور اسی میں سے کچھ خود بھی کھا لیا۔

الغرض ایک بچہ پیدا ہوتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے ساتھ نہ باپ کی قوت ہے نہ ماں کی قوت ہے نہ اقربا و اعزہ کی قوت ہے۔ کوئی قوت نہیں ہے حتیٰ کہ وہ جس ملک میں پیدا ہوتا ہے وہ بھی ہر قسم کی نباتی اور حیوانی قوتوں سے خالی ہے۔ میدان ہے اور چٹیل میدان ہے۔ اس کا نام بن کھیتی کا بیابان ہے۔ نہ اس کے آغوش میں ندیاں کھیلتی ہیں نہ دریاؤں کا شیریں پانی اس کو سیراب کرتا ہے۔ نہ سبزہ زار مرغزار ہیں نہ نظر فریب گلزار ہیں۔ الغرض انسانی دل و دماغ کے سنوارنے اور ابھارنے میں جن قدرتی ذرائع کو دخل ہے ان میں سے بھی اس میدان میں کچھ نہیں ہے۔ وہ جس شہر میں پیدا ہوتا ہے اس کے باشندوں کے پاس بھی کوئی قوت نہیں ہے۔ نہ ذہنی قوت نہ سیاسی طاقت۔ نہ علمی زور یعنی جن قوتوں پر قوموں کی عمارت کھڑی ہوتی ہے وہ ہر ایک سے خالی ہیں۔ نہ وہ آئین رکھتے تھے نہ دستور۔ نہ ان کا کوئی بادشاہ تھا نہ ان کی جماعتی پراگندگیوں کا کوئی شیرازہ بند۔ نہ ان کے پاس مکاتب تھے نہ مدارس۔ نہ کارخانے نہ فیکٹریاں۔ کچھ نہیں۔ ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں جس میں داخل ہو کر کوئی بچہ پروان چڑھ سکتا ہو۔ ان کے پاس جو جسمانی طاقت تھی اس کا معرف

۱؎ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ابوطالب کے بچے کھانے پر اس طرح ٹوٹتے تھے کہ میں بھوکا رہ جاتا تھا۔ آخر میں ابوطالب نے ضیق معاش سے تنگ آکر اپنے بچوں کو تقسیم کر دیا تھا اور اسی تقسیم میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بجز اپنی تعداد گھٹانے کے اور کچھ نہ تھا۔ اسی ملک میں، اسی شہر میں، اسی قوم میں اس بچے کا ظہور ہوا اور اس شان کے ساتھ ہوا کہ اس کے سر پہ جو قوت بھی سایہ نگن ہوتی تھی یا ہو سکتی تھی وہ ایک ایک کر کے مٹا دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ آخر میں یہ بھی ہوا کہ وطن پہ جو اسے بھروسہ ہو سکتا تھا اس بھروسے کو بھی ہٹا دیا گیا۔ برادری والوں پر جو اعتماد ممکن تھا وہ بھی ناممکن کر دیا گیا۔ یعنی سارا وطن اور وطن والے، قبیلے والے، کنبے والے سب اس کی دشمنی پر متفق ہو کر آمادہ ہو گئے اور وہ جس کے پاس نہ باپ کی قوت تھی اور نہ ماں کی۔ نہ دادا کا زور تھا نہ اور کسی کا۔ نہ حکومت کی سرپرستی اسے حاصل تھی نہ مدرسوں کی تعلیم سے وہ فیض یاب ہو سکتا تھا نہ اپنے ملک کے گردوپیش کے خنک آمیز اثرات سے اپنے دماغ کی تازگی اور اس میں بالیدگی پیدا کر سکتا تھا۔ اب اس کے ساتھ یہ بھی کیا گیا کہ گھر والے، کنبے والے، قبیلے والے سب کے سب اس سے علیحدہ ہو گئے۔ ما وہ ان سے علیحدہ کر لیا گیا اور اب جا کر یہ ارادہ پورا ہوا کہ دیکھو۔

اس کے پاس کچھ نہیں ہے

وہ ساری قوتیں جن کو لوگ قوت کہتے ہیں اور جن کا نام محسوس پرستوں کی اصطلاح میں "قوت" ہے "زور" ہے ایک ایک کر کے الگ کر لیا گیا۔ اس کے بعد دکھایا گیا۔ مشاہدہ کرایا گیا۔

"جس کے پاس کچھ نہیں ہے، دیکھو کہ اس کے پاس سب کچھ ہو گیا"

ایک منظر وہ تھا اور دوسرا منظر یہ ہے کہ زمین کے ایک بڑے قطعے کا مالک ہے۔ اس کے خادموں بلکہ خادموں سے نیچے اگر کوئی درجہ ہو سکتا ہے وہی قیصر کی ٹوپی اچھال رہے ہیں، کسریٰ کے جلال و جبروت کے پرزے اڑا رہے ہیں۔ وہی جس کے پاس کچھ نہ تھا۔ کیا دنیا نے نہیں دیکھا یا نہیں دیکھ رہی ہے یا نہیں دیکھے گی کہ یہی دنیا میں سب سے بڑا قرار پایا۔ قرنوں میں اس کی تقدیس میں مصروف ہیں، نسلیں اس کے سراہنے میں منہمک ہیں۔ افغانستان کی پہاڑیوں میں، مراکو کی وادیوں میں، مصر کے ایوانوں میں، برصغیر کی بستیوں میں، چین کی آبادیوں میں، افریقہ میں، ایشیا میں، یورپ میں، امریکہ میں کون ہوا؟ اتنا بڑا کون ہوا؟ صرف ہمارے پاس نہیں، ہماری تاریخ میں نہیں، دوسروں کی تاریخ میں۔ کیا اس سے اونچا انسان نسل اول میں کوئی ظاہر ہوا۔ مامون و ہارون کو کس کی غلامی پر ناز تھا؟ صلاح الدین کس کے نام پر صلیب والوں کی بھیڑ میں لرزہ ڈالتا تھا؟ محمود کس کی جوتیوں کے صدقے میں مشرق کا اولوالعزم فاتح قرار پایا۔ شاہجہان کس کے نام کی تسبیح پڑھتا تھا؟ عالمگیر کس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نگاہ کرم کے لیے دکن کے سنگستانوں میں سالہا سال تک ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا۔ یہ کس کی ہمنامی کی برکت تھی کہ اناطولیہ کا ترک[1] قسطنطنیہ کی دیواروں کو پھاند گیا۔ یہ کیا تھا؟ اس نے دعویٰ کیا تھا اور یہی اس کی زندگی کا مقصد تھا کہ محسوس[2] قوتوں کا انکار کرے اور جو قوت غیب میں چھپی ہوئی ہے نظام کائنات کو اسی کے ساتھ وابستہ کرے۔ اس نے دعویٰ کیا اور نہایت بلند آہنگی سے دعویٰ کیا اور خود اس کی دلیل بن کر دنیا کے سامنے آیا کیونکہ قیاسی حجتوں کا زمانہ نکل چکا تھا۔ مشاہدات اور تجربات کا وقت آ رہا تھا پس اس عہد کے جو پیغمبر تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کا دعویٰ بھی تخمینی مقدمات سے نکالے ہوئے نتائج پر مبنی نہ تھا بلکہ کھلا ہوا تجربہ، صاف اور واضح مشاہدہ پر اس کی بنیاد کھڑی کی گئی۔ دنیا نے دعویٰ کو سنا اور دلیل کو دیکھا۔ پھر ان میں کس کے ہوش قائم رہے۔ کلیسا میں تزلزل پیدا ہوا۔ لوتھر نے ایک ضرب شدید سے پوپی تنظیم کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ وہ خود نبا یا نہیں لیکن قصر تثلیث کے ایک اہم حصہ کو اس نے اپنے ہاتھوں برباد کر دیا۔ کیا کوئی اس کا منکر ہو سکتا ہے کہ تثلیث کی یہ جزئی شکست اسی دعویٰ اور دلیل کا نتیجہ تھی جس کی ابتداء عرب سے ہوئی اور کیا ان ہی میں جو یونیٹی (UNIT) پر آج خطبہ دے رہے ہیں وہ عالم کے اس سب سے بڑے انسان کے احسان سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ شراب پرا غتساب قائم کرنے والو دکھو حق سے آنکھیں بند نہ کرو۔ ترکستان میں کبیر کیوں پیدا ہوئے۔ نانک کس دباؤ سے بےچین ہوئے۔ رام موہن رائے کس کی گرفت سے مضطرب تھے اور آج ہندوستان کے طول و عرض میں جو وہ جماعت نظر آتی ہے جسے اسلام سے عداوت کا دعویٰ ہے لیکن اسی کے ساتھ وہ بت شکنی میں بھی معروف ہے کیا اس عملی فرمانبردار ذہنی نافرمان فرقہ کو اس دعوے کے اثر سے آزاد کہہ سکتے ہیں؟ دیانتداروں کو ذرا غور کرنا چاہیے۔

---

[1] سلطان محمد فاتح

[2] یہ اشارات اسلام کے غیر محسوس اثرات کی طرف ہیں کہ جہاں اسلام نے علانیہ دنیا کے تمام ارباب مذاہب یہودی، عیسائی، بدھ، ہندو، پارسی کو اپنے سامنے جھکا دیا وہیں اندرونی طور پر اس نے لوگوں کے قلوب میں بھی جگہ پیدا کی جو اب تک کھلم کھلا اسلام کے اقرار سے گھبراتے ہیں۔ لوتھر جو پروٹسٹنٹ فرقہ کا عیسائی مذہب میں بانی ہے۔ اس کے متعلق عام طور سے یہی کہا جاتا ہے کہ وہ اسلامی فتراک کا نخچیر تھا اور اس طرح کبیر داس اور نانک کے متعلق بھی یہی خیال ہے۔ راجہ رام موہن رائے جس نے برہموست کی بنیاد ڈالی اس کے متعلق بھی یہی خیال ہے کہ وہ اسلام سے متاثر تھا۔ آخری اشارہ آریہ سماجیوں کی طرف ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ